بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔سورة الحجرات۔ آیت ۴

حجرے

میر مراد علی خان

علامہ شبلی نعمانی کتاب سیرت النبی جلد اول ص ۱۷۶ میں طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۳۶، (عربی ج ۸ ص ۱۶۷) اور کتاب وفا الوفاء کے حوالے سے مسجد نبوی اور متصل ازواج النبی کے مکانات کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ مسجد نبوی جب تعمیر ہو چکی تو مسجد سے متصل آپؐ نے ازواج رسول کے لئے مکانات بنوائے اُس وقت تک آپؐ کی ازواج میں حضرت سودہ اور حضرت عائشہ ہی تھیں اس لئے دو ہی حجرے بنے جب اور ازواج آتی گئیں تو اور مکانات بنتے گئے۔ یہ مکانات چھ، چھ ہاتھ، سات سات ہاتھ چوڑے اور دس دس ہاتھ لانبے تھے، چھت اتنی اونچی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر چھت کو چھو لیتا۔ (ایک ہاتھ اوسطاً (۲۰) انچ کا ہوتا ہے لغت المنجد لفظ ''ذراع'' ص ۳۵۱)۔ سات ہاتھ کا مطلب (۱۴۰) انچ یعنی تقریباً (۱۲) فٹ۔ یعنی زیادہ سے زیادہ یہ مکان جو در اصل حجرے تھے جو ۱۲ فٹ عرض میں ۱۷ فٹ طول تھے۔

طبقات ابن سعد (اردو) نفیس اکیڈیمی کراچی ج ۸ ص ۲۶۳ میں مزید یہ لکھا ہے کہ ان گھروں میں صرف چار گھر کچی اینٹوں کے تھے اور پانچ گھر کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے جن پر مٹی لپی ہوئی تھی ان کے دروازوں پر بالوں والی ٹاٹ کے پردے تھے۔ راوی لکھتا ہے کہ وہ پردے کو ماپ کر دیکھا تو وہ تین ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا۔ یعنی ۵ فیٹ لانبا اور تقریباً ۲ فٹ چوڑا۔ یہ تھا نقشہ امّہات المؤمنین کی حجروں کا۔ براہ کرم اس نقشہ کو ذہن نشین رکھیں۔

اس سلسلے میں علامہ شیخ ابوالفتح نے اپنی کتاب ''مناظرہ حسُنیہ'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک کنیز حسُنیہ کے مناظرہ کا ذکر کیا ہے۔ جس میں بصرہ کے سب سے بڑے عالم ابراہیم بن خالد، قاضی ابو یوسف، امام شافعی اور دیگر بہت سے علمائے وقت نے حصہ لیا۔ تحریر کرتے ہیں کہ ''حسُنیہ نے یہ سوال کیا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسولؐ اللہ نے مسجد نبیؐ میں بجز اپنے اور علیؑ اور اولاد علیؑ کے باقی اور سب کے دروازے بشمول حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بند کرادئے تھے اور اس طرح مسجد سے اُن کو علیحدہ کر دیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت مآبؐ کے گھر میں آپؐ کی اجازت کے بغیر داخل ہونے سے منع بھی فرمایا دیا تھا پھر بعد رسولؐ کس کی اجازت سے یہ دونوں (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر) مسجد نبوی میں دفن ہوئے؟۔ کنیز کے جواب میں امام شافعی نے کہا کہ'' اہلسنت کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے اپنے مہر کے عوض اپنے اپنے باپ کو جوارِ رسولؐ میں دفن کیا''۔ کنیز نے سورۃ احزاب کی یہ آیت کریمہ پڑھی '' يَآيها النبی انآ احللنا لک ازواجک التی آتیت اُجورهن سورة احزاب ۵۰ اے نبیؐ ہم نے آپ کیلئے آپ کی بیبیوں کو جن کا مہر دیدیا ہے حلال کر دیا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ اس بات پر مامور تھے کہ اپنی کسی زوجہ سے مقاربت کرنے سے قبل اُن کا مہر ادا کر دیں چنانچہ اس طرح اِن دونوں (حضرت عائشہ اور حفصہ) کا مہر کب کا ادا ہو چکا تھا۔ اب مہر میں رسولؐ کی زمین ملنے کا کیا سوال رہا''۔ اس پر ابو یوسف نے کہا کہ ''میرے خیال ہے کہ حضرت عائشہ اور حفصہ نے رسول کی میراث پائی تھی کیونکہ اموال شوہر میں زوجہ کا حق ہوتا ہے''۔

کنیز نے جواب دیا: '' سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود حضرت عائشہ کے باپ نے جناب فاطمہؑ کے طلب ترکہ فدک کے وقت یہ کہا تھا کہ'' نحن معاشر الانبياء لا نرث ولا نورث وما ترکناه صدقه '' یعنی ہم گروہ انبیاء نہ میراث پاتے ہیں اور نہ میراث چھوڑتے ہیں اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اب کس اعتبار سے حضرت عائشہ اور حفصہ نے میراث کے حصہ میں اپنے اپنے باپ کو دفن کیا۔ اگر مان بھی لیا جائے کہ انھوں نے میراث پائی تھی تو یہ بھی غور کرو کہ بوقت وفات رسولؐ ۹ بیویاں موجود تھیں اور ایک بیٹی جناب فاطمہؑ زہرا، اور ایک چچا جناب عباس۔ حضرت رسول اللہ کے چند کمرے

تھےاورانکا احاطہ ۶ ہاتھ طول (لمبے) دس ہاتھ عرض (چوڑے) تھے۔ اگر ترکہ تقسیم ہوتو تمھارے عقیدہ کے بموجب نصف وچہارم بیٹی کا حق یعنی جناب فاطمہؑ زہرا کا حصہ ہوااور (۱/۸)، چچا کا اور باقی کے کل (۱/۸) میں ۹ ازواج میں اگر تقسیم ہوتو شائد ایک ایک کو ایک ایک بالشت بھی نہ آئے گی''۔ختم مناظرہ

تمام اُمت مسلمہ سے سوال ہے وہ یہ کہ۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے اُس گھر (حجرہ) میں جس کا رقبہ ۱۲فیٹ عرض اور ۲۰فیٹ طول تھا اس میں دفن ہوئے۔

۱۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔ذہن نشین رہے کہ بعد وفات قبر رسولؐ کی زیارت کے لئے لوگوں کا آنا ثابت ہے

۲۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں والله ماعلمنا بدفن رسول الله حتى سمعنا صوت المساحي من جوف الليل ليلة الأربعا۔

کہ واللہ ہم کو دفن رسولؐ کی خبر ہی نہیں ہوئی مگر اُس وقت جب ہم کدالوں کی آواز نصف رات کو سُنی اور شب،شب چہارشنبہ تھی۔سنن بھیقی ج ۳ ص ۴۰۹؛ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۶۲ اور ۲۷۴؛ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۰۶؛ تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۳۹۔

اگر آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں دفن ہو رہے تھے تو یہ نہ کہتیں کہ ہمیں خبر ہی نہ ہوئی۔

۳۔ آنحضرت ﷺ وآلہ کی وفات کے ڈھائی برس بعد حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی اور یہ آنحضرت ﷺ کے پہلو میں اُسی حجرے میں دفن ہوئے۔

کیا حجرہ عائشہ میں اتنی گنجائش تھی یہ مردہ جن کی طویل قامتی مشہور تھی وہیں دفن ہوئے ہوں؟۔

۴۔ ۲۰ھ میں حضرت عمر فوت ہوئے انہوں نے مرنے سے قبل عبداللہ ابن عمر کے ذریعہ حضرت عائشہ سے درخواست کی کہ وہ حضرت ابوبکر کے پہلو میں دفن ہونا چاہتے ہیں۔چنانچہ وہ بھی یہیں دفن ہوئے۔

۵۔ ۵۰ ہجری میں جب امام حسن علیہ السلام کا جنازہ ناناؐ کے پہلو میں دفن کرنے کے لئے لایا گیا تو أرادو ذلک فتته قالت : البيت بيتي ولا آذن أن يدفن فيه أحدا اوقريبا منه جدا رويناه في تعليقه ـترجمة الإمام الحسن ابن عساكر ص ۲۱ ؛ اليعقوبي في

تاریخه : ج 2 ، ص؛ أنساب الأشرف ج 3ص ۲۹۸ مقاتل الطالبيين - ص ۸۲؛ أبو الفداء في تاريخه ۲۱۴

حضرت عائشہ مسلح لوگوں کے ساتھ'' آئیں''، اور کہا کہ میں انہیں یہاں دفن کرنے کی اجازت نہیں دوں گی یہ گھر میرا گھر ہے۔اس سے ایک بات کا مزید علم ہوا کے اُس حجرے میں ایک اور قبر کی ابھی گنجائش تھی۔دوسرا سوال یہ ہے کہ یہ جب یہ گھر حضرت عائشہ کا تھا تو یہ تھی کہاں؟ اور آئیں کہاں سے؟۔

۵۔ واقعہ قرطاس جب کے رسول اللہ ﷺ وآلہ کے پاس مرض الموت میں اصحاب رسول اللہ ﷺ جمع ہوئے۔کیا اُسی چھوٹے سے حجرے میں جس کا رقبہ اتنا تھا جہاں چند لوگوں سے زائد کی گنجائش نہیں تھی اتنے لوگ جمع ہوئے اور اتنا شور مچا گیا کہ آنحضرت ﷺ نے اُن سب کو یہ کہہ کر قوموا یعنی اُٹھ جاؤ نکال دیا۔طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۲۴۲۔

آنحضرت ﷺ وآلہ کہاں دفن ہوئے؟۔کیا وہ حضرت عائشہ کے گھر میں جس کا رقبہ ۱۲فیٹ عرض اور ۲۰فیٹ طول تھا اس میں دفن ہوئے۔

اگر یہ صحیح ہے تو پھر بعد دفن رسولؐ حضرت عائشہ کہاں رہتی تھیں۔یہ ذہن نشین رہے کی بعد وفات اصحاب رسولؐ کا زیارت قبر رسولؐ کو آنا ثابت ہے۔

جواب

عن زید بن ثابت انه قال احتجر رسول اللّٰہ ﷺ فی المسجد حجرة فکان رسول اللّٰہ ﷺ یخرج من اللیل فیصلی فیھا قال فصلوا معه بصلاتہ یعنی رجالا و کانوا یاتونه کل لیلة حتی اذا کان لیلة من اللیالی لم یخرج الیھم رسول اللّٰہ ﷺ۔ **زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں حجرہ بنایا آپؑ رات کو باہر آ کر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے لوگوں نے بھی آپؑ کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کیا اور ہر رات کو آپؑ کے پاس لوگ آنے لگے ایک رات آپ باہر نہ نکلے۔**

أحتجر رسول الله صلى اللّٰہ علیه وسلم حجیرة مخصفة أو حصیرا فخرج رسول الله صلى الله علیه وسلم یصلي صحیح بخاری جلد ۵ ص ۱۴۸۔ **رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مسجد میں اپنے لئے ایک کھجور کے پتوں کا حجرہ بنایا اور اس میں نماز پڑھنے لگے۔**

صلی فی حجرتہ والناس یاتمون به من وراء الحجرة۔ **حضرت عائشہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ وآلہ نے ''اپنے حجرے'' میں نماز پڑھی اور لوگوں نے اُس حجرے کے پیچھے اقتداء کی۔ سنن ابی داوٗد (اردو) ج اول ص ۴۶۱**، باب الرجل یاتم بالامام وبینھما جدار۔

عمدۃ القاری کتاب الاذان ج ۵ ص ۲۶۳ میں یوں ہے کہ صلی فی حجرته ۔ الحجرة الموضع المنفرد من دار۔ **اپنے کمرے میں نماز پڑھنے سے یہ مطلب اخذ ہوا کہ وہ کمرہ گھر سے جدا تھا۔**

ہوسکتا ہے کسی قسم کا شک یا شبہ صحیح بخاری کی اس روایت سے پیدا ہو کہ فرمایا حضرت عائشہ نے أستاذن حزواجه ان یمرض في بیتي ، فاذن له **نے کہ جب رسولؐ اکرم بیمار ہوئے تو آپؑ نے اپنی دوسری بی بیوں سے اجازت لی کہ بیماری میں وہ میرے گھر میں ہی (یعنی حضرت عائشہ کے گھر میں) رہیں۔ اور تمام بی بیوں نے اجازت دیدی صحیح بخاری کتاب المغازی۔**

اس گھڑی ہوئی حدیث کی رد میں خود حضرت عائشہ کے ہی زبانی یہ حدیث ہے۔ ان رسول اللّٰہ ﷺ لما کان فی مرضہ جعل یدور فی نسآئہ ۔ **اپنے مرض موت میں ''بھی'' آنحضرت ﷺ باری باری ہر زوجہ کے پاس رہتے تھے۔ صحیح بخاری کتاب المناقب۔**

بخاری شریف میں یہ کوئی انوکھی بات نہیں چنانچہ ایسے کئی متضاد حدیثیں موجود ہیں جو ایک دوسرے سے اس لئے ٹکراتے ہیں کو گھڑی گئی ہیں مثال کے طور ایک حدیث جو ذوق اور شوق سے پیش کی جاتی ہے وہ یہ کہ فرمایا: یاأم سلمة لا تؤذینی فی عائشة فانه واللّٰہ ما نزل علی الوحی وانا فی لحاف إمراة منکن غیره۔ صحیح بخاری کتاب المناقب عائشه۔ **(معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ نے اے ام سلمہؓ! تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ واللہ تم میں سے کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے۔ اس گھڑی ہوئی حدیث کی تائید میں کسی وحی یا کوئی آیت کے نازل ہونے کا واقعہ کہیں نظر سے نہیں گذرا۔ ہاں البتہ اس کے برخلاف ایک واقعہ مفسرین نے لکھا کہ آیت تطہیر کے نازل ہونے کے وقت حضرت عائشہ چادر میں آنا چاہا تو رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ نے چادر کو کھینچ لیا اور کہا'' تنحي''۔ آپ نے فرمایا ''دور ہٹ جاؤ'' تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۴؛ تفسیر الثعالبی؛ کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۴۴؛ شواہد التنزیل الحسکانی ج ص ۶۲)۔**

''کسی بی بی کی چادر میں مجھ پر وحی نہیں اُتری سوائے عائشہ کے'' یہ حدیث بھی دیوار پر مارنے کے قابل ہے اس لئے اسی بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے۔

فانزل اللّٰہ توبتنا علی نبیه ﷺ حین بقی الثلث الأخر من اللیل ورسول اللّٰہ ﷺ عند ام سلمةؓ : **اللہ نے معافی کا حکم آنحضرت ﷺ پر اتارا، اس وقت ایک تہائی رات باقی رہی تھی اور آپؑ ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے ساتھ بستر میں تھے۔ بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ توبہ (فتح الباری ج ۸**

ص۹۱)۔سیرہ الحلبیۃ ج ۴ص ۴۵۰۔اس کو چھپانے کے لئے سیرۃ حلبیہ کے مصنف نے یہ صفائی پیش کی کہ حضرت ام سلمہؓ کے مکان میں وحی نازل ہونے پراس حدیث پرشک ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کہ سوائے عائشہ کے کسی عورت کے بستر پر ہوتے ہوئے مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی۔اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ارشاد رسولؐ کا اِس واقعہ کے قبل کا ہوگا۔ **ما نزل علی الوحی فی فراش امرأۃ غیرھا**۔بخاری (جلد ۴ ص ۲۲۱) **وأجاب بعضھم بأنه یجوز أن یکون ما تقدم فی حق عائشة کان قبل ھذہ القصة**۔سیرہ الحلبیۃ ج ۴ص۴۵۱۔

اور یہ جوروایت کہ تم لوگ مجھے عائشہ کے بارے میں نہ ستاؤ۔ حسب ذیل کی حدیثوں سے پتہ چل جائے گا کہ یہ کتنی صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ جنھوں نے کسی کافر اورمشرک پر ہاتھ نہیں اُٹھایا مگرکم ازکم دو مرتبہ حضرت عائشہ پر ضرب لگائی۔اورآپ ﷺ وآلہ کے سامنے کئی بار حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کو مارا بلکہ اتنامارا کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔کسی ایک حدیث میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ رسول اللہ نے منع کیا ہو یا کسی قسم کی ناپسندیدگی اظہار کیا ہو۔کنزالعمال ج ا ص ۲۸۵، ۲۹۱۵ سلسلہ ۳۷۷۸۶

وقالت عائشة رضي عنها : قالت أمرني رسو ل الله صلی الله علیه وسلم : " أغسل وجه أسامة " ۔ یوما وھو صبی فجعلت أغسله وأنا أنفة **فضرب یدي** ثم أخذہ فغسل وجھه ۔ابن عساکر ج۸ ص ۲۸ ؛الاحیا العلوم ج ۲ص ۱۳ ؛مسند ابی یعلی ج۷ ص ۴۳۵ ؛کنزالعمال ج۱۳ ص ۲۷۱ سلسله ۳۶۷۹۸ ؛۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ نے مجھے حکم دیا کہ اُسامہ کا منہ دھلاؤ۔اوروہ ان دنوں بچہ تھے جب میں منہ دھلوارہی تھی اور مجھے اس عمل سے گھن آرہی تھی آپؐ نے یہ منظر دیکھ کر میرے ہاتھ پر مارا (فضرب یدي) اورخود منہ دھلانے لگے۔

فلھدني في صدري لھدۃ أو جعتني عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے غضب ناک ہوکر میرے سینہ پر گھونسہ مارا کہ مجھے شدّت کا درد ہوااور فرمایا کہ تونے یہ خیال کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوتے ہوئے تیری حق تلفی کروں گا؟۔صحیح مسلم جلد ا کتاب الجنائز۔ص ۴۰۱؛سنن النسائی ج ۵ ص ۲۸۸

آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ حضرت صفیہ کا اونٹ عائشہ کے اونٹ سے بدل دیں۔عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: آپ کا دعویٰ ہے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں؟ **إنک تزعم أنک رسول الله**؟، آپ نے فرمایا **أفي شک أني رسول الله**؟ : کیا تمہیں اس بارے میں شک ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ عائشہ نے کہا **فما لک لا تعدل** : پھر آپ انصاف کیوں نہیں کرتے؟۔عائشہ کہتی ہیں یہ سن کر **فکان أبوبکر فیه حدۃ، فلطمني علی وجھي**: میرے باپ کو غصہ آ گیا اورانہوں نے ایک دم میرے چہرے پر طمانچہ مارا۔سیرۃ الحلبیہ ج ۳ص ۲۷۷

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: کسی دن رسول اللہ ﷺ سے جھگڑا کررہی تھیں اثنا گفتگو میں میں نے رسول اللہ کی بے ادبی کی میرے باپ نے سُن کر مجھے مارنے کے لئے جوتی اُٹھائی۔میری ماں نے روک دیا اوررسول اللہ ﷺ ہنس رہے تھے۔ الدر المنثور ج ٦ ص ۱۴۰ ؛ سیرۃ الحلبیة ج ۲ ص ۵۸۳۔

بس یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ اسی حجرے میں دوران علالت قیام فرمایا تھااوراسی کمرے میں آپ کی وفات ہوئی اوراسی حجرے میں آپؐ دفن ہوئے جو آپؐ کے لئے مخصوص تھا۔بعد وفات رسولؐ اکرم مدینہ سرکار نے (سرکار مدینہ نہیں) جہاں کئی مراعات حضرت عائشہ کو عطا کئے تھے وہاں یہ حجرے اوراسکے قرب وجوار کی زمین بھی عطا کردی تھی۔جب وظیفے مقرر کئے جانے لگے توازواج رسولؐ کو فی کس دس ہزار دیا جاتا تھااور حضرت عائشہ کو ۱۲ہزار دیا جاتا تھا کنزالعمال ج ۱۲ص ۶۹۴ سلسلہ ۳۷۷۷۵ میں اس روایت کے ساتھ یہ تحریر ہے کہ **في اعتلال القلوب** یعنی بیمار دلوں کے لئے۔طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۶۷؛سیراعلام النبلاء ج ۲ص ۱۸۷۔ واضح رہے جہاں حضرت عائشہ کو ۱۲ہزار دینار وظیفہ تھا وہاں اصحاب بدر ہونے کی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام کو ۵ ہزار دینار مقرر تھے۔تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۲۴۴ (اردو) عربی ج ۲ ص ۱۵۳؛ کنزالعمال ج ۴ ص ۵۶۰ سلسلہ ۱۱۶۴۸۔

ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ صرف بدر کے اصحاب ہی کو وظیفہ دینے کا معیار مقرر کیوں بنایا گیا۔ غور کرنے سے یہ عقدہ کھلے گا کہ اسی ایک جنگ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کسی نے بھاگتے ہوئے نہ تو دیکھا اور نہ بھاگنے کی نوبت آئی۔ اگر وظیفہ دینے کا معیار اصحاب اُحد، خندق، خیبر، اور حنین ہوتی تو مسئلہ دوسرا پیدا ہوتا اور خود وظیفہ دینے والوں کا حصہ مارکھاتا۔

عن عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنها قالت لقد توفي النبي صلى اللّٰہ علیه و سلم وما في رفي من شيء يأكله ذو كبد إلا شطر شعير في رف لي فأكلت منه حتى طال علي فكلته ففني ـ صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فضل الفقر ج ۵ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ نے انتقال کیا تو میری مکان میں کھانے کے لائق کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ کوئی کھا سکے سوائے تھوڑے سے جو کے۔ میں اُس کو کھاتی رہی چند دن تک کھانے کے بعد وہ بھی ختم ہو چکا تھا۔ صحیح بخاری شرح تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۰۵ ۔

یہ حال وقت وفات رسولؐ تھا اور بعد رسول ﷺ چند ہی عرصے میں یہ اتنی تونگر ہو گئیں تھیں کہ اپنی جائداد سے اپنی بہن اسماء بنت ابی بکر کو جو جائداد ہبہ کی تھیں اُن میں سے صرف ایک کی قیمت اُس زمانے ایک لاکھ دینار تھی۔ چنانچہ بخاری میں یہ روایت موجود ہے: باب هبة الواحد للجماعة وقالت أسماء للقاسم بن محمد وابن أبي عتيق :ورثت عن أختي عائشة بالغابة وقد أعطاني به معاوية مائة ألف فهو لكم (اردو تیسیر الباری جلد سوم ص ۵۷۴، باب هبة الواحد۔ ایک چیز کئی آدمیوں کو ہبہ کرے۔ اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن ابی عتیق سے کہا کہ مجھے میری بہن عائشہ سے ترکہ میں غابہ میں کچھ جائداد ہاتھ آئی، معاویہ نے اس کے ایک لاکھ دینار دینا چاہا میں نے اُس کو فروخت نہیں کیا۔ یہ جائداد تم دونوں لے لو۔